سیرت طیبہ کی روشنی میں تعلیم واصلاح پر اثر انداز ہونے والے عوامل

ڈاکٹر نسیم اختر*

ڈاکٹر ارشد منیر**

Education and training are precious assets of a society. They help to empower and control the thoughts and one's actions. Human is superior over other creatures because of thoughtfulness and knowledge. Consequently, Islam emphasizes on education and training. The awareness and maturity of faith, and the concept of differences between right and wrong as well as true and false are not possible without education. Hadrat Ismail Alaih Salam tried to fulfill the command of Allah and laid down before the knife to sacrifice himself due to education and training to become an obedient follower of this divine religion. There are several individual, community, social, economic, environmental and psychological factors in a society that affect the progress of society and human being collectively. However, the behavior of parents and the domestic environment play a crucial role in the development of child's thoughts and personality. This article is being written in the same context.

Keywords: Education, Training, Islam, Society

انسانی معاشرے میں تعلیم وتربیت ایک قیمتی ترین زیور ہے، یہ ایسی طاقت ہے جو انسانی خیالات اور عمل کو قابو میں رکھتی ہے۔ یہ علم ہی تھا جس نے انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کر کے اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کروایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام تعلیم وتربیت پر بہت زور دیتا ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر شعور وآگاہی، ایمان کی پختگی اور سچائی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ یہ تعلیم وتربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت اسماعیلؑ نے حق فرزندی ادا کر کے دکھایا۔ تعلیم وتربیت کو پروان چڑھانے میں جہاں بہت سے عوامل ہیں، وہاں اس پر اثر انداز ہونے والے بھی بہت سے عوامل ہیں، جن کی وجہ سے فرد اور معاشرہ کی ترقی میں سستی اور رکاوٹ آجاتی ہے۔ یہ عوامل انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی، ماحولیاتی اور نفسیاتی ہو سکتے ہیں۔ فرد کی اندرونی صلاحیت، گھر اور تربیتی درس گاہ کا ماحول، معاشی ومعاشرتی جکڑ بندیاں اور ارد گرد کی فضاء، ایسے معروف عوامل ہیں، جو بلواسطہ یا بلاواسطہ انسان کی تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مقالہ مجوزہ اسی تناظر میں لکھا جا رہا ہے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات، بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور، پاکستان۔

** لیکچرار، شعبۂ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان، پنجاب، پاکستان۔

تعارف:

"لفظی طور پر تعلیم کے معنی ہیں "معلومات جمع کرنا" اور مخفی صلاحیتوں کو نکھارنا"۔ اصلاحاً یہ لفظ معلومات فراہم کرنے اور متعلم کی مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے مفہوم میں آتا ہے۔

گفتار کردار اور اطوار کو علم کے مطابق استوار کرنا۔ افکار وتصورات کو اسلامی مزاج کے سانچے میں ڈھالنا تربیت کہلاتا ہے۔ تربیت کے لغوی معنی پرورش اور نشوونما کرنے کے ہیں۔ جسمانی تربیت کا مطلب ہے کہ بچہ صحت مند، توانا اور تندرست ہو۔ تربیت کے ذریعہ اس کی قوتوں اور صلاحیتوں کو حد کمال تک پہنچا دیا جائے۔ اخلاقی تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان طرز عمل کے اعتبار سے باوقار، مہذب اور شائستہ ہو۔ اچھے اخلاق اور اچھے آداب کا حامل ہو۔ اخلاقی تربیت میں منفی پہلو بھی شامل ہے کہ وہ شخص اخلاق مذمومہ، عادات سیہء، فحش اور تندی زبان سے مجتنب ہو، تعلیم کے ساتھ جب تربیت کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اعمال حسنہ اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دی جائے اور عملی مشق کرائی جائے۔

تعلیم کا مفہوم اسلامی دائرے کے اندر تین اصطلاحات کا مجموعہ ہے۔ یعنی تعلیم، تربیت اور تادیب، تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کو متوازن انداز پر نشوونما دینا ہے۔ انسان کے مختلف پہلوؤں جسمانی، عقلی، لسانی، عمرانی اور دین کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھانا ہے۔ نیز صالحیت اور تکمیل تک ان کی رہبری کرنا ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد انسانیت کی انفرادی واجتماعی فلاح وبہبود ہے۔

اسلامی تعلیم وتربیت سے مراد تعلیم، نصاب اور نظم وتعلیم میں محض اسلامی نظریے کا نفاذ نہیں ہے۔ بلکہ بہتر معیار، سہولتوں کی فراہمی، امت مسلمہ کی ضرورت کی تکمیل، سائنسی علوم وفنون میں اعلیٰ مہارت اور روزگار کے مواقع مہیا کرنا ہے"(۱) تعلیم وتربیت کے دوسرے معنی یہ نکلتے ہیں کہ "تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے اور علم اس کا مادہ ہے علم سے جاننا مراد لیا جاتا ہے اگر تعلیم، علم کا بتانا ہے تو تربیت عمل کروانا ہے تعلیم وتربیت میں حد درجہ ہم آہنگی ہے فقط تعلیم، تربیت کے بغیر نامکمل ہے اور تربیت کی تکمیل بغیر تعلیم کے نہیں ہو سکتی۔ دونوں ہی لازم وملزوم ہیں۔ اگر تاریخ انسانی پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ وہی گروہ کامیاب ہوئے جنہوں نے عمل کے میدان میں علم کا سہارا لیا۔ علم کتنا ہی ارفع، اعلیٰ اور نافع کیوں نہ ہو عمل کے بغیر اس سے نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اگر کھل جائے تو کامیابی کا سفر شروع ہو جاتا ہے ورنہ علم واپس لوٹ جاتا ہے عمل کرنے کے بھی کئی درجے ہیں اگر عمل محض دکھاوے کے لئے کیا جائے تو بے کار اور ناقابل قبول ہے۔ اس کی جڑیں ہوا میں ہیں۔ اس میں کوئی پائیداری نہیں لیکن اگر عمل اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو

پائیدار نشوونما پانے والا نفع دینے والا بن جاتا ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کی مطیع وفرماں بردار ہو جاتی ہے ہوائیں، پانی، گزرگاہیں ایسے انسانوں کو خود راستہ دیا کرتی ہیں طوفان خود ایسے انسانوں کو ساحل کا پتا دیتے ہیں اور اخلاص کے ساتھ کئے گئے اعمال میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ غاروں کے منہ سے بھاری پتھر بھی سرکا دیا کرتے ہیں۔

اسلام میں تعلیم کا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کا اطاعت شعار بندہ بنانا ہے جس سے خیر کی قوتوں کو تقویت ملے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بہت سے ماخذ ہیں جیسے حواسِ خمسہ، یہ اہم اور ابتدائی ذریعہ علم ہے۔ انسان سے انسان کی ملاقات بہت سارے علوم کا ذریعہ ہے سفر کائنات انسان کو سبق حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ سکھاتا ہے"۔(۲) قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین. (۳)

"سو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا"۔

جن قوموں نے اللہ کا پیغام جھٹلایا وہ نہ صرف تباہ و برباد ہوئیں بلکہ صفحۂ ہستی سے بھی مٹ گئیں۔ علم انسان کو صحیح اور غلط کی پہچان دیتا ہے اس لئے کتاب کو علم کا ماخذ کہا جاتا ہے اور "بہترین دولت اور تنہائی کا ساتھ بھی کہا گیا ہے۔ کتاب کے ذریعہ ماضی اور حال کا علم حاصل ہوتا ہے گھر بیٹھے انسان کتاب کے ذریعہ دنیا کے حالات جان لیتا ہے، شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کر لیتا ہے زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو کتاب معلومات میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ کتاب ہمارے علم کا ذریعہ ہے اور قرآن نے علم کو دلیل، حق اور یقین جیسے الفاظ میں بیان کیا ہے اس کی رو سے علم محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی اور تجرباتی ہوتا ہے"۔(۴) اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

یا یھا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون. (۵)

"اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں"۔

وہ علم قابل تسلیم یا قابلِ قبول نہیں ہوگا جس کی پیروی نہ ہو رہی ہو جس پر عمل نہ ہو رہا ہو ایسا علم تو صرف معلومات کی حد تک ہی ٹھیک ہے اصل علم تو وہ ہے کہ اگر حاصل ہو جائے تو انسان کو عمل کرنے پر مجبور کر دے وگرنہ علم لاحاصل اور بے ثمر ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر علم، علم ہے صرف اس کے درجات جدا جدا ہیں۔ دائمی علم صرف قرآن پاک اور سنت کا ہے۔ باقی تمام علوم اکتسابی ہیں، جو ظن اور گمان کے درجے میں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ جب نئی تحقیقات اور تجربات سامنے آتے ہیں تو اس وقت ناقص

ہوجاتا ہے، ظن اور گمان کے درجے کے علوم غلط بھی قرار پاتے ہیں اوران کا وجود ختم ہوجاتا ہے کیونکہ یہ انسان کے تخلیق کردہ علوم ہوتے ہیں۔انسان کا سننا اور دیکھنا یعنی تمام حسیں سب ہی ناقص ہیں جو علوم وحی کے ذریعے حاصل ہوئے وہی ابدی اور ازلی ہیں باقی تمام علوم جو انسان کی تخلیق کردہ ہیں فنا ہونے والے ہیں۔

تعلیم وتربیت کی اہمیت:

اسلام کا پہلا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بندہ بنانا ہے یہ مقصد ایک ایسا مقصد ہے جو تمام مقاصد پر حاوی ہے اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی تعلیمات کا مقصد ہی انسان کو مومن بنانا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مقصد پورا ہوجائے۔تو یہ بے جا نہ ہوگا۔کیونکہ اللہ کی شفقت کا یہی تقاضا ہے کہ بندہ اطاعت شعار اور فرماں بردار بن جائے اوراس کی دنیاوی زندگی فلاح وکامرانی سے جنت کی طرف رواں دواں ہوجائے۔ حضورﷺ کو معلم بنا کر بھیجا گیا تھا آپﷺ مکارمِ اخلاق کی تخلیق کے لئے آئے ہوئے تھے۔اس لئے آپﷺ نے صاف صاف فرمایا کہ "الدین یسیر" کہ دین کا راستہ جنت تک آسان ہے تربیت اسلامی خطوط پر آسان ہے اوراس کے لئے تاکید فرمائی کہ دین کو آسان اور سہل بناؤ، تنگ اور مشکل نہیں۔لوگوں کو بشارت دے کر خوش کرو، تنگی پیدا کرکے متنفر نہ کرو۔

حضورﷺ نے سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت کا سبق پڑھایا کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، صرف اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے اس لئے اسی کی عبادت اور بندگی کی جائے۔اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔محمدﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ایمانیات کے بعد فرض عبادت کا درس دیا، پانچ نمازوں کا حکم دیا۔اللہ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے رات رات بھر عبادت کی۔اور آپﷺ امت کی غم خواری میں رات رات بھر رویا کرتے تھے۔ارشاد ربانی ہے:

وانك لعلى خلق عظيم.(٦)

"بے شک تم اخلاق کے بلند مرتبے پر ہو"۔

"حضورﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے۔حضورﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ رکھی جائے گی اور حسن اخلاق والا شخص، روزے دار اور نماز پڑھنے والے کا درجہ پالیتا ہے دو خصلتیں منافقوں میں جمع نہیں ہوسکتیں۔اچھی چال چلن اور دین کی سمجھ۔رسولﷺ

نے ابوذرؓ سے فرمایا: تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے پیچھے نیکی کر نیکی برائی کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

حضورﷺ ایسے معلم تھے جن کی ۴۰ سالہ زندگی، امانت، صداقت، اعلیٰ مکارم اخلاق، ہمدردی، غم گساری، صبر، رحم، خیر خواہی، نرمی، حسنِ سلوک، صلہ رحمی شفقت کی بہترین مثال ہے۔ ایسی مثال جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت آپﷺ کے اتباع کے ہر لمحہ تیار رہتی۔ عروہ بن مسعودؓ قریش کی جانب سے سفیر بن کر آئے واپس جا کر جو نقشہ کھینچا وہ یوں تھا کہ میں نے نجاشی اور قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں مگر ایسی عقیدت اور وابستگی کہیں نہیں دیکھی جو اصحابِ محمدﷺ کو محمدﷺ سے ہے جب بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب تیار رہتے ہیں وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا رہے تو اس پر ایک مجمع ٹوٹ پڑتا ہے۔ تھوکتے ہیں تو آپ دہن زمین تک نہیں پہنچ پاتا کہ لوگ ہاتھوں ہاتھ لے کر چہرے پر مل لیتے ہیں۔ ان کا رعب اتنا ہے کہ کوئی آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ آپﷺ کے حسن بے مثال کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپﷺ کا حسن حضرت یوسفؑ کی طرح ظاہری نہ تھا۔ آپﷺ کا حسن آخرت میں ظاہر ہو گا حسن یوسفؑ کو دیکھ کر خواتین نے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ اگر محبوب رب العالمین کا مشاہدہ کرتیں تو قلوب کاٹ لیتیں۔ اس وارفتگی اور محبت کی وجہ آپﷺ کا حسن سلوک تھا۔ انسانیت کو اپنی تعلیمات کے ذریعے وہ سکون پہنچایا کہ دلوں کو قرار آ گیا۔ تکالیف کا ازالہ ہو گیا۔ آپﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے صحابہ کرام کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ شتربانی کے مقام سے جہاں بانی کے مقام پر پہنچ گئے۔ جناب ابوبکر صدیقؓ آپﷺ کی خدمت میں پہنچے تو صدیق اکبر بن گئے۔ جناب عمرؓ پہنچے تو فاروق اعظم بن گئے۔ جناب عثمانؓ پہنچے تو غنی بن گئے اور ذوالنورین کہلائے۔ حضرت علیؓ پہنچے تو حیدر کرار بن گئے اور باب العلم کہلائے۔ حضرت عائشہؓ سے آپﷺ کے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ رسولﷺ کی تربیت اللہ تبارک و تعالیٰ نے کی تھی"(۷)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ولقد جئنٰهم فصلنه علیٰ علم هدی ورحمة لقوم یومنون. (۸)

" اور ہم نے ان لوگوں کے لئے ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے واضح کر کے بیان کر دیا ہے وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ہے ان

لوگوں کے لئے جو ایمان لائے"۔

"تعلیم صرف تدریس عام کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ مسلسل عمل ہے جو قوموں میں خود آگاہی پیدا کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ نئی نسلوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشوونما ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے عقائد وتصورات اور تہذیبی اقدار سے روشناس ہوتی ہیں، ماہرین تعلیم کے مطابق تعلیم وسیع تر مفہوم میں ان تمام طبعی وحیاتیاتی علوم (Sciences Natural) اور اخلاقی اور سماجی علوم (Normative Sciences) اور ان کے معاشرتی اثرات کا احاطہ کرتی ہے جو فرد اور قوم کے طرز زندگی کی تشکیل کرتے ہیں"۔(۹) "دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے حضور پاک سرور کائنات ﷺ نے بچوں کی تربیت اور کردار سازی بڑے مشفقانہ اور حکیمانہ انداز میں فرمائی۔ اگر کسی بچہ سے غلطی ہو جاتی، تو محبت اور پیار سے اسے سمجھاتے اور پھر شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دے کر رحمت فرماتے۔ بچوں کو سلام کر کے اندر داخل ہونے کا حکم فرماتے"۔(۱۰) "ایک بار ایک بدو دوڑا ہوا آیا اور کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اسی طرح ایک لونڈی آئی اور کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ روک دیا اور فرمایا: جس کھانے پر خدا کا نام نہ لیا جاتا شیطان اس کو اپنے لئے جائز کر لیتا ہے"(۱۱) اگر کوئی شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو بسم اللہ اولہ واخرہ کہہ دے"۔(۱۲) "مزید برآں کھانا کھانے والوں کو " کل ممایلیک"۔(۱۳)" کی تلقین فرمائی اسی طرح نبی کریم ﷺ نے چند اخلاقی باتوں کی پابندی کرنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، ضرر رساں چیزوں کو راستہ سے دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا، بری باتوں سے روکنا، راستہ بھولے ہوؤں کو راستہ دکھانا اور مصیبت میں مارے ہوؤں کی مدد کرنا"۔(۱۴) اجر وثواب کا ذریعہ ہے" حضور ﷺ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کو خصوصی اہمیت دی آپ ﷺ نے والدین کو اولاد کی بہترین تربیت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:" مانحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن"۔(۱۵)

حضرت جابر بن سمرة سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" لان یودب الرجل ولدہ خیر من ان یتصدق بصاع"۔(۱۶) "ان احادیث نبویہ میں اولاد کو مادی منفعت پہنچانے کی نسبت اعلیٰ تعلیم وتربیت سے مزین کرنے کو فوقیت دی گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ والدین کی طرف سے اولاد کے لئے اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ ممکن نہیں، کیونکہ یہی دونوں چیزیں انسان کو فعال معاشرتی اکائی بننے میں معاون ہیں اور جو شخص مخلوق خدا کے لئے جتنا منفعت بخش ثابت ہوتا ہے، اتنا ہی مقرب الٰہی بننے کا اہل بنتا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ

عمدہ تعلیم اور اعلیٰ تربیت اولاد کا حق قرار دیا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:"حق الولد علی الولد ان یحسن اسمہ ویعلمہ الکتابۃ۔۔۔۔الخ"۔(۱۷)

"معلم انسانیت اور باعث تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کا اصل مقصد گمراہ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کی تعلیم وتربیت اور اس کائنات میں بکھری ہوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور فکر کی دعوت دینا تھا"۔(۱۸) آنحضرت ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے اعلیٰ منصبوں پر فائز کرنے کے علاوہ معلم اعظم کے منصب پر بھی مامور فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔(۱۹)

"وہ (نبی کریم ﷺ) ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے"۔

"حضور ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی، عرب جاہل تھے اور اس جاہلیت پر انہیں فخر تھا"۔(۲۰)"جاہلیت کا بنیادی خاصہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اوہام پرست، بداخلاق، گنوار اور وحشی بن جاتا ہے، اسلام نے تعلیم کی وجہ سے افراد کو توحید پرست، بااخلاق، مہذب اور امن پسند بنایا ہے، آپ ﷺ نے اسی لئے تعلیم پر زور دیا اور اسے دینی اور دنیوی کامرانیوں کا وسیلہ قرار دیا"(۲۱) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ دعا سکھائی: رب زدنی علما۔(۲۲)

"اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما"۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:　　یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔(۲۳)

"اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان داروں کے اور بالخصوص اہل علم کے درجات بلند کرے گا"۔

ارشاد ربانی ہے:　　قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔(۲۴)

"فرمادیجئے کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں"۔

قرآن کریم میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:　　انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔(۲۵)

"خدا کے بندوں میں اس سے ڈرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں"۔

٭بچوں کی تربیت میں خاندان اور معاشرہ کا کردار:

علم سے مراد ذات باری تعالیٰ، ذات انسانی اور کائنات کا شعور اور اس سے متعلق آگاہی حاصل کرنا ہے۔ پھر

اس شعور اور آگاہی کے مطابق معاشرے کی اجتماعی اور انفرادی اصلاح وتہذیب کا نام تعلیم ہے۔ تاکہ انسان اصل اور حقیقی معنوں میں اشرف المخلوقات ثابت ہو سکے۔ اس طرح تعلیم وتربیت حیات کے تمام پہلوؤں کو روشن کرنے کا نام ہے۔ دراصل علم کو عمل میں لانے کا نام تعلیم ہے اور زیور اخلاقیات سے آراستہ ہونے کا نام تربیت ہے۔ تعلیم بہترین تربیت کی کنجی ہے اور بہترین تعلیم حاصل کرنے سے ہی تربیت میں نکھار اور سدھار آتا ہے۔ یہ دو ایسی حقیقتیں ہیں جو بظاہر متفرق (جدا) ہیں مگر اصل میں ایک ہیں۔

خود نبی پاک ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور میری بہترین تربیت کی"۔ (۲۶)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: "حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں تمام عرب میں رہا ہوں اور عرب کے فصحا کا کلام بھی سنا ہے لیکن آپ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح نہیں سنا۔ آپ ﷺ کو ادب کس نے سکھایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میری تربیت فرمائی اور میری نشوونما قبیلہ بنو سعد میں ہوئی"۔ (۲۷)

ایک بچہ جب دنیا میں آکر آنکھ کھولتا ہے تو اس کا دل و دماغ ایک سادہ کاغذ کی مانند ہوتا ہے والدین جیسا چاہیں اس سادہ کاغذ پر نقش بنا سکتے ہیں۔ اس حقیقت کو خود اللہ تعالی بیان فرماتا ہے: "قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا"۔ (۲۸)

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔ (۲۹)

والدین کی توجہ تربیتی ذمہ داریوں کی طرف دلاتے ہوئے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنی اولاد کو عزت دو اور ان کی اچھی تربیت کرو"۔ (۳۰)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور ان کی تربیت کرو"۔ (۳۱)

ایک اور جگہ نبی کریم ﷺ نے ماں باپ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا: "اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو"۔ (۳۲) حضور ﷺ نے مرد کو اپنے خاندان اور اہل خانہ کی جملہ ذمہ داریوں کے لئے جواب دہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: "مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے گھر کے بارے میں جواب دہ ہے"۔ (۳۳)

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "والدین بچہ کو جو سب سے اچھا تحفہ دے سکتے ہیں وہ بہترین تعلیم وتربیت ہے"۔(۳۴)

ماں کی گود بچہ کی پہلی درس گاہ ہے اس لیئے ماں بچہ کی تعلیم وتربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے عورت کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے"۔(۳۵) عربی کا ایک مشہور شعر یہاں بیان کیا جاتا ہے: "ماں ایک مدرسہ ہے اگر تم اس کو تیار کرو گے، تو تم ایک با اخلاق قوم کو پیدا کرو گے"۔(۳۶)

ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو جان لیں اور اپنی اولاد کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بہترین تعلیم وتربیت دیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد کی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار والدین کو قرار دیا ہے۔ یہ کہہ کر کوئی اپنی خلاصی نہیں کرسکتا ہے کہ ہم سکول بھیج کر اور پڑھا لکھا کر تربیت کر رہے ہیں اور بس ہماری ذمہ داری ختم۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں: "اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کے تقویٰ (ڈر) سے روشناس کراؤ اور انہیں ادب سکھاؤ"۔(۳۷)

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کی تعلیم کی جھلک اس کی تربیت وتہذیب میں نظر آئے اور اس کی تربیت، حاصل کردہ تعلیم کا عکس ہو۔ حضور ﷺ نے عرب میں جو علمی تحریک چلائی اس کا اہم مقصد بچوں اور نئی نسل کی تعلیم وتربیت تھی، آپ ﷺ نے والدین پر واضح کیا کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی بہتر تعلیم وتربیت کرے۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: "تم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ سے بچاؤ"۔(۳۸)
جس کا مطلب صحابہ کرامؓ نے علم سکھانا، تعلیم دینا اور آداب زندگی سکھانا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر والدین کو حکم دیا کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام کریں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اپنی اولاد اور گھر والوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ"۔(۳۹)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے باقاعدہ نصاب مقرر فرمایا کہ والدین بچوں کو کس چیز کی تعلیم دیں۔
"اولاد کو اوامر پر عمل کرنے اور نواہی (وہ امور جنہیں شریعتِ اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے) سے اجتناب کا حکم دو، یہ چیزیں انہیں آگ سے بچائیں گی"۔(۴۰)

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "اللہ اس والد پر رحم کرے جس نے بھلائی میں اپنے بیٹے کی اعانت کی"۔(۴۱)
اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت محکم ہے لیکن آپ ﷺ نے اولاد کی تعلیم وتربیت کو مقدم قرار دیا۔
ارشاد نبوی ﷺ ہے: "آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے"۔(۴۲)
آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ جو والدین اپنی اولاد کی تربیت کا صحیح اہتمام نہیں کرتے وہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حضور پاک سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"کسی آدمی کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ اپنی زیرِ تربیت (اولاد) کو ضائع کردے"۔(۴۳)

یعنی اپنی اولاد کی بہتر تعلیم وتربیت نہ کرسکے اور اسے آداب زندگی نہ سکھا پائے۔

اسلام ایک پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے۔ جو اسلامی تعلیمات اور اخلاقی تقاضوں کے عین مطابق ہو، تاکہ معاشرہ میں امن وامان قائم رہے انسان اصلا ایک اخلاقی وجود ہے۔ اس وجود کی حفاظت، اس کی تربیت کا اہتمام اور اس کے نشوونما وارتقاء کے لئے مسلسل کوشش اسلام کا بنیادی مقصد اور اس کی تعلیمات کا محور ہے۔ ذمہ داریوں کا احساس اور اس سے عہدہ برآ ہونا، علم وآگہی اور تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی بناء پر اسلام اپنے پیروکاروں کو تحصیل علم کے ساتھ ساتھ دین کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ علم صرف سنی سنائی باتوں پر مشتمل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس کا سرچشمہ تحقیق وتجربہ اور مشاہدہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی ہونی چاہیئے۔ گویا یہ علم حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی سے ماخوذ تعلیم وتربیت کا حسین امتزاج ہو"۔(۴۴) قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

انما يخشى الله من عباده العلمٰوا۔

ترجمہ: "اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں"۔(۴۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ جہالت اور اندھی تقلید کی شدید مخالفت کرتا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے ہم آہنگ ہونے پر زور دیتا ہے۔ "اسلام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس کے پیروکار اپنے عقل وشعور کا درست استعمال کرے۔ احکام الٰہی کی قدر وقیمت علم کے بغیر ناممکن ہے۔ علم رکھنے والا شخص ہی اپنے حقوق وفرائض کی بجا آوری درست انداز میں کرسکتا ہے اور اپنی نوجوان نسل کو بھی اس کی تلقین کرسکتا ہے اسی طرح اسلامی تعلیمات کے اصولوں کے مطابق ایک تربیت یافتہ معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جس میں بہترین نسل پروان چڑھ سکتی

ہے۔آسان الفاظ میں ایک نسل کا اپنے تجربات کو آنے والی نسل کی طرف منتقل کرنا تعلیم کہلاتا ہے۔لیکن تعلیم صرف سیکھنے سکھانے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقتاً یہ ایک معاشرتی عمل ہے جس کی وجہ سے ایک معاشرہ اپنا حیاتیاتی تسلسل بھی قائم رکھ سکتا ہے اور تہذیبی تسلسل بھی۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی تعلیمات درحقیقت انسانی ضروریات اور دلچسپیوں کی تہذیب ہے اور اس طرح صحیح تعلیم وہی ہوگی جو اسلامی معتقدات کی روشنی میں مقصدِ حیات اور فرائضِ خلافت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نئی نسل میں بیداری کا شعور پیدا کرے اور جو "منفع الناس" کے معیار پر پورا اترتی ہو۔اسلام علم کے ساتھ عمل صالح کی بیداری بھی فرد اور نوجوان نسل میں ضروری سمجھتا ہے تاکہ تعلیم کے اس تہذیبی شعور سے نوجوانوں میں تزکیہ نفس، نظام عبادات اور تربیتی ماڈل میں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ کی صفات پیدا ہوں اسلام ان عقائد پر مبنی ایک مکمل نظام حیات دیتا ہے روحانی، اخلاقی، عائلی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، قانونی، تعلیمی، ادبی، ثقافتی، غرض ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی دیتا ہے تاکہ ہر فرد کی اخلاقی اصلاح ہو سکے"(۴۶)۔حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہی پیغام ارشاد فرمایا:

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں، جن کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے۔ایک اللہ کی کتاب، دوسری میری سنت"۔(۴۷)

"تربیت کے حوالے سے اس نقطہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ انسانی فطرت کے اندر حیوانی داعیوں کو ابھرنے سے روکنے والی چیز اسلامی اخلاقیات ہیں۔سید مودودی لکھتے ہیں کہ:"خالق نے انسان کے اندر بھلائی اور برائی دونوں کے میلانات اور محرکات رکھ دیے ہیں اور الہامی طور پر اسے ان دونوں کا فرق سمجھا دیا کہ ایک فجور ہے اور وہ بری چیز ہے اور دوسرا تقویٰ ہے اور وہ اچھی چیز ہے۔نفس انسانی کو ایک ہموار و مستقیم فطرت پر پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کا فجور اور اس کا تقویٰ اس پر الہام کر دیا۔لیکن وحی کے ذریعے انبیاء کو مفصل ہدایت دی، اسی کے تحت انسان کو یہ ہدایت ملتی ہے کہ فجور کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوتا ہے جن سے بچنا چاہیے اور تقویٰ کس چیز کا نام ہے اور وہ کیسے حاصل ہوتا ہے۔اسلام کا تقاضا ہے کہ انسان خاص کر نوجوان اپنی ذات، خداداد صلاحیتوں، مظاہر کائنات کی حقیقت اور خالق کائنات سے آگاہی حاصل کرے، اور پھر اپنے روزمرہ امور میں بنیادی تعلیمات کو عمل میں لائے تاکہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور ملک و قوم کے معمار کی حیثیت سے اپنے حقوق و فرائض کی تکمیل کے قابل ہو سکے"۔(۴۸)

"حضور ﷺ نے جزیرۃ العرب میں جو علمی تحریک چلائی تھی اس کا ایک اہم محاذ بچوں اور نئی نسل کی تعلیم وتربیت تھی۔ آپ ﷺ نے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کردی کہ وہ بہر صورت اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے۔

قرآن پاک میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ: یا ایھاالذین امنوا قوآ انفسکم و اھلیکم نارا۔

" اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ سے بچاؤ"۔(۴۹)

جس کا مطلب صحابہ کرام کے نزدیک یہ تھا کہ اپنی اولاد کو علم سکھاؤ، تعلیم دو اور انہیں آداب زندگی دو۔ تاکہ وہ اچھے مستقبل کے اچھے نوجوان بن سکے۔ اور ایک اچھی نئی نسل کی نمود ہو۔ جو شخص اپنی اولاد کی تربیت بہتر انداز میں نہ کر سکے اس کی مثال ایسی ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو کھو دیا ہو۔ بچے ملک وملت کے مستقبل کے معمار اور محافظ ہوتے ہیں۔ بچوں ہی نے بڑے ہو کر ملک وقوم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کی تعلیم وتربیت بیحد ضروری اور سب سے مقدم ہوتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو معاشرہ کی پہلی بنیاد والدین ہیں جن کے باہمی تعلق سے اولاد وجود میں آتی ہے پھر یہ والدین اور اولاد مل کر ایک حصار قائم کرتے ہیں اس حصار کو خاندان کہا جاتا ہے۔ پھر اسی طرح کے چند خاندانوں سے معاشرہ وجود میں آتا ہے، معاشرہ کی فلاح وبہبود کا انحصار ایک بہترین قوم پر ہوتا ہے اگر نئی نسل بہترین ہوگی تو عمدہ معاشرہ وجود میں آئے گا اور اگر نئی نسل تساہل پسند اور تعلیم سے بے بہرہ ہوگی تو ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جہاں مساوات، عدل وانصاف، رواداری، اخوت، امن وامان، خوشحالی وغیرہ کا فقدان ہوگا۔

تعلیمی وتدریسی اداروں کے اثرات:

آجکا انسان اگر اخلاقی طور پر زبوں حالی کا شکار ہے تو یہ تربیت کی کمی ہے۔ معاشرہ میں کرپشن، جھوٹ، فریب، فساد، رشوت ستانی، قتل وغارت گری اور ناانصافی کی بڑی وجہ تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کی کمی ہے۔ اپنی بقاء اور استحکام کے لئے ہمیں اپنی نئی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی آفاقی تعلیمات سے بھی روشناس کرنا چاہیئے اور ان کو اسوہ حسنہ پر چلنے کی تلقین کرنی چاہیئے، اور نیکی کی ترغیب اور برائی سے دور رہنے کی عملی تربیت دینی چاہیئے یعنی جھوٹ، چغلی، عیب جوئی، بد دیانتی، حسد اور کینہ پروری سے روکنا چاہیئے۔ امید ہے کہ یہی بچے جب کل کو جوان ہوں گے تو ایک بہتر قوم کی صورت میں سامنے آئیں گے اور جب ان کے ہاتھوں میں ملک کا انتظام آئے گا تو یہ اپنے فرائض بخوبی اور احسن طریقے سے ادا کرسکیں

گے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری والدین پر اولاد کی تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں:" کاش ہم اس فرمانِ خداوندی اور ان ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں۔ تو ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ آج جبکہ درسگاہوں، کالج اور یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم و تربیت کا کوئی موثر اور حکیمانہ اہتمام نہیں۔ بلکہ یہ درسگاہیں لادینی نظریات اور ملحدانہ افکار کی رزمگاہیں بن چکی ہیں، جب معاشرہ کی وہ حس تیزی سے کند ہوتی جارہی ہے، جو کسی نازیبا حرکت پر آتش زیر پا ہوجایا کرتی تھی اور ایسا کرنے والے کے خلاف احتجاج کی ایک تیز و تند لہر بن کر ابھرتی تھی، آج جب ٹی وی اور سینما کے مخرب اخلاق پروگرام رہی سہی کسر بھی نکال دینے کے درپے ہیں، اس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں اور بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے بھی اہم یہ کہ اپنے حسن عمل اور اچھے نمونہ سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کردیں۔ اگر ہماری لادینی کی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سر کرلیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے"۔(۵۰) یہ والدین کی ذمہ داری اور فرض عین ہے کہ وہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی پیدا کرے، اس سلسلے میں کوتاہی دنیا و آخرت دونوں میں وبال کا باعث بنتی ہے۔ جن والدین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے ان کے لئے تعلیماتِ نبوی ﷺ میں یہ خوش خبری ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ: "جب ابن آدم فوت ہوتا ہے تو تین باتوں کے علاوہ اس کا ہر کام ختم ہوجاتا ہے: صدقہ جاریہ، علم، جو انسانیت کے لئے نافع ہوتا ہو اور ایک متقی بچہ جو اس کے پیچھے دعائیں کرتا رہتا ہے" (۵۱) نیک اولاد دارین میں فلاح کے حصول کا ذریعہ ہے۔" اسلامی نہج پر بچوں کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ بچوں کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے روشناس کرانا چاہیئے اور اسوہ حسنہ پر چلنے کی تلقین کرے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنے کا شعور اور تربیت بھی دیں۔ بچوں کو نیکی کی ترغیب اور برائی سے دور رہنے کی عملی تربیت دیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم بچوں کی تربیت کا لازمی اور بنیادی جز ہونا چاہیئے۔ والدین کا فرضِ منصبی ہے کہ بچوں کی اخلاقی و عباداتی تربیت کرے۔ بچوں کو روزمرہ زندگی میں مختلف امور کی انجام دہی کے حوالے سے آدابِ زندگی سکھائے۔ اسلام کی بنیادی ارکان سے روشناس کرائے۔ اور بچوں کو امانت داری، سچائی اور ذمہ داری کا درس دیں۔ جھوٹ، چغلی، عیب جوئی،

بد دیانتی، حسد اور کینہ پروری سے روکیں۔ اچھے اخلاق سکھائیں۔ اگر یہ خوبیاں بچے کی تعلیم کا لازمی جزو ہوں گی تو بلاشبہ اس کی تربیت بہترین ہوگی۔ بچوں کی علمی تعمیر وتربیت صرف اسکولوں یا مدرسوں میں ہی نہیں ہوتی بلکہ بچے کا پہلا مکتب اور مدرس اس کا گھر اور گھر کے افراد، اس کے والدین اور دیگر اہل وعیال ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو قرآن کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کا شعور دیں اور بچوں میں تعلیمی ذوق وشوق پیدا کرے۔ بچوں کی اچھی تربیت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کے لئے بہترین کتب کا انتخاب کرے، اور بچوں کے علمی رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو پوری رعایت دے۔ بچوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ان سے بات چیت کی جائے اور ان کی خودداری کو پروان چڑھائے۔ بہتر مسابقت کی فضاء قائم کرنے کے لئے ان کے درمیان مختلف علمی وعملی اور جسمانی مقابلے کرائیں اور جیتنے کی صورت میں اچھے الفاظ اور انعام سے حوصلہ افزائی کرے۔ بچوں کے اچھے دماغ کے لئے صحت مند جسم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لئے بچوں کے درمیان کھیلوں کے مقابلے کرائے جائیں۔ بچوں کو تیراکی، گھڑ سواری اور دیگر ایسے کھیلوں میں مشغول رکھا جائے۔ جس سے ان میں صحت مندانہ رجحان وسرگرمیاں فروغ پاسکے۔ اس کے علاوہ صحت مند رہنے کے لئے صفائی کے فروغ کی عادت ڈالنی چاہئے"۔ (۵۲)

خلاصہ کلام:

خاندان کی اصل بنیاد والدین ہیں اس مختصر سے خاندان نے آگے چل کر معاشرہ کی صورت اختیار کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے اس خاندان کو بچانے اور آگے بڑھانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ بچوں کی مناسب نگہداشت اور دیکھ بھال ہو۔ دوسری یہ کہ ان بچوں کی صحیح تربیت کا انتظام ہو۔ جب ان دونوں باتوں پر غور کیا جاتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ خاندان کی بقاء اور اس کی بہتری کا تمام تر دارومدار والدین پر ہے۔

ایسے ادوار میں جب تعلیم وتربیت کے ذرائع فراوانی کے ساتھ موجود نہ تھے اس وقت خاندان اور گھر ہی ایک ایسا ادارہ تھا۔ جو تعلیم کے فرائض بھی اور تربیت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا تھا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حصول علم کے بے پناہ ذرائع کے وجود میں آجانے کے بعد بھی والدین کی اہمیت اور حیثیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کو جو بلند مقام ومرتبہ عطا کیا ہے وہ اسلام کے سوا کوئی مذہب اور کوئی تمدن نہیں دے سکتا۔ قدیم زمانے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ صرف موروثی اثرات ہی مزاج بنانے میں اہم کردار

ادا کرتے ہیں۔ مگر اب سائنس دان یہ تحقیق کر رہے ہیں کہ بچپن کا ماحول بھی بچے کے مزاج کو ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے"۔(۵۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بچپن کے تجربات پتھر پر لکیر ہوتے ہیں"۔(۵۴)

مثبت اور خوشگوار مشاہدات، جذبات واحساسات کا حامل بچہ اپنے شعور سے زیادہ قریب تر ہوتا ہے ایسے بچہ میں قوتِ اعتماد، قوتِ فیصلہ اور سمجھ بوجھ زیادہ پائی جاتی ہے۔ بچہ کا ابتدائی تصورِ ذات، اسے والدین اور اہل خانہ ہی فراہم کرتے ہیں۔ والدین کا طرزِ عمل بچوں کے لئے سب سے بڑا استاد ہے۔ بچہ کی پرورش اور تعلیم وتربیت نہ ختم ہونے والی منصبی ذمہ داری ہے۔ آج انسان اپنے آپ کو مشکل میں پاتا ہے۔ وہ تہذیب کے بحران سے دوچار ہے۔ تعلیم وتربیت میں یکجائی کے بجائے تضادات بڑھتے جا رہے ہیں۔ آج کا انسان تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی کے بنیادی فلسفہ کو بھول چکا ہے"۔(۵۵)

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی پیدا کی جائے کیونکہ یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ اسلئے تعلیم وتربیت کے رسمی ادارے (اسکول۔ کالج، یونیورسٹیاں) اور غیر تعلیم ادارے (گھر، خاندان، والدین) کو اپنے کردار کی اہمیت سے آگاہی ہونی چاہیئے اور اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو بخوبی ادا کرنا چاہیئے۔ تعلیم اور تربیت ایک ہی باب کے دو رخ ہیں یہ ایک دوسرے سے لازم وملزوم ہیں۔ اس لئے ان کے مابین ہم آہنگی سے ہی فی زمانہ اپنا وجود قائم رکھ سکتا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انحراف نہیں کر سکتا کہ اچھی تعلیم وتربیت ہی معاشرہ کی بہتری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ عالیہ صنوبر، سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء (مقالات سیرت خواتین)، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور، ص ۵۳۰۔۵۳۱۔

۲۔ ارم تاج، سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء (مقالات سیرت خواتین)، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور، ص ۵۷۴۔

۳۔ القرآن، سورہ بقرہ آیت ۱۵۱۔

۴۔ ایضا، ص ۵۷۵۔

۵۔ القرآن، سورہ العلق، آیت ۱۔۵۔

٦۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۹۰۔

٧۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس 1432 ہجری، 2011ء مقالاتِ سیرت (خواتین)، ارم تاج، وزارتِ مذہبی امور، اسلام آباد، ص ۵۷۵۔۵۷٦۔

٨۔ القرآن، سورہ بقرہ آیت ۱۵۱۔

٩۔ خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، (کراچی :تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی، ۲۰۰٦ء)، ص ۴۲۱۔۴۲۳۔

١٠۔ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، اسلام کا نظامِ حیات (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)، ص ۳۳۱۔

١١۔ "ان الشیطان لیستحل الطام الذی لم یذکر اسم اللہ علیہ" اخرجہ ابوداؤد فی السنن (۳۴۷/۴، رقم ۳۷٦٦) وقال الشیخ الالبانی: صحیح، والبیہقی فی شعب الایمان (۳۱۳/۱۲، رقم ۵۵۸۳) والابوعوانہ فی المستخرج (۱۳۹/۱٦، رقم ٦٦٦۷) والشوکانی فی نیل الاوطار (۳۲/۹، رقم ۱)۔

١٢۔ اخرجہ ابوداؤد فی السنن (۳۴۷/۴، رقم ۳۷٦۷) وصححہ الالبانی، واحمد فی المسند (۱۴۳/٦، رقم ۲۵۱۳۹) والترمذی فی الشمائل المحمدیۃ (۲۱۴/۱، رقم ۱۸۸)، والبیہقی فی الآداب (۲۴۳/۱، رقم ۳۹۸)، وفی السنن الکبریٰ (۳۱/۴، رقم ۱۵۰۰۴)، والبغوی فی شرح السنۃ (۳۳۵/۵) والدارمی السنن (۱۲۹/۲، رقم ۲۰۲۰) وقال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح۔

١٣۔ اخرجہ الامام مالک (۳۵٦/۳، رقم ۸۸۷) والبخاری (۲۰۵٦/۵، رقم ۵۰٦۲)۔ ومسلم (۱۵۹۹/۳، رقم ۲۰۲۲)، والطبری فی تہذیب الآثار (۱۳/۴، رقم ۱۳۳۳)، والبیہقی فی شعب الایمان (۳۲۸/۱۲، رقم ۵۵۹٦)، وابن حبان فی صحیحہ (۱۱/۱۲، رقم ۵۲۱۲)، والطبرانی فی المعجم الکبیر (۲۸/۹، رقم ۸۳۳۱)، والابوعوانہ فی المستخرج (۱۲۴/۹، رقم ٦٦۵۸)۔

١۴۔ "غض البصر وکف الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنھی عن المنکر" اخرجہ البخاری فی الجامع (۸۷۰/۲، رقم ۲۳۳۳) وفی الادب المفرد (۳۹۳/۱، رقم ۱۱۵۰)، ومسلم (۱٦۷۵/۳، رقم ۲۱۲۱)، والبوداؤد (٦۷۱/۲، رقم ۴۸۱۵)، وصححہ الالبانی، واخرجہ احمد (۳٦/۳، رقم ۱۱۳۲۷) وقال شعیب الانووط: اسنادہ صحیح، والبغوی فی شرح السنۃ (۲۰۸/٦)۔

١۵۔ اخرجہ الترمذی فی الجامع (۳۳۸/۴، رقم ۱۹۵۲)، وقال: ھذا حدیث غریب واخرجہ احمد (۷۷/۴، رقم

۱۶۷۵۶) وقال شعیب
الانوو طا اسنادہ ضعیف، والبیھقی فی شعب الایمان (۱۶۹/۱۸، رقم ۸۴۰۰) وعبد بن حمید (۴۰۴/۱، رقم ۳۶۴) و ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ (۱۳۰/۱۳، رقم ۴۳۳۱)۔

۱۶۔ اخرجہ الترمذی فی الجامع (۳۳۷/۴، رقم ۱۹۵۱)، وقال: ھٰذا حدیث غریب، واخرجہ احمد (۹۶/۵، رقم ۲۰۹۳۸)، والبیھقی فی شعب الایمان (۱۷۳/۸، رقم ۸۴۰۴)، وابن الاثیر فی جامع الاصول (۴۱۹/۱، رقم ۴۱۹)۔

۱۷۔ اخرجہ السیوطی فی جامع الکبیر (۱۱۷۵۲/۱، رقم ۱۲۰۷۷) واخرجہ البیھقی فی شعب الایمان (۱۷۳/۱۸، رقم ۸۴۰۵)، واللفظ لہ: "حق الولد علی الولد...... ان تحسن اسمہ وتحسن ادبہ" والالبانی فی صحیح وضعیف الجامع الصغیر (۲۷۶/۱۴، رقم ۶۲۷۹) وقال: ضعیف۔

۱۸۔ ابن ہشام، سیرت، ص ۴۴۳، جلد اول۔

۱۹۔ القرآن، سورہ جمعہ، آیت ۲۔

۲۰۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، ص ۱۶۲، جلد اول۔

۲۱۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور دو عالم، لاہور، ترجمان القرآن، ص ۱۶۰۔

۲۲۔ القرآن، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۱۴۔

۲۳۔ القرآن، سورہ المجادلہ، آیت ۱۱۔

۲۴۔ القرآن، سورہ الزمر، آیت ۹۔

۲۵۔ القرآن، سورہ فاطر، آیت ۲۸۔

۲۶۔ الہندی علی متقی، کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسہ الرسالہ بیروت الطبعہ الخامسہ، ۱۹۸۵، ج ۱، ص ۳۰۶۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۴۳۱۔

۲۸۔ القرآن، سورۃ الروم، آیت ۳۰۔

۲۹۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ / ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ التاریخ الکبیر ۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، روایت حضرت ابوہریرہؓ، حدیث ۱۳۸۵۔

۳۰۔ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔السنن۔بیروت، لبنان :دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، روایت حضرت انسؓ، حدیث ۳۸۰۲۔

۳۱۔ایضا، ۳۶۰۸۔

۳۲۔اسلم شیخو پوری، مولانا، ندائے منبرومحراب، بحوالہ مصنف عبدالرزاق، الصدف پبلشرز، کراچی، ۱۴۱۲ھ، جلد دوم، ۳۴۷۔

۳۳۔بخاری و مسلم، روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۴۷۲۴۔

۳۴۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۲۰۰۶ء، ص ۲۰۷۹۔

۳۵۔بخاری و مسلم، روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۴۷۲۴۔

۳۶۔بشریٰ تسنیم، ڈاکٹر، ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۔

۳۷۔محمد عبدالمعبود، مولانا، عہد نبویﷺ میں نظام تعلیم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ۲۰۰۱ء، ص ۴۷۔

۳۸۔القرآن، سورۃ التحریم، آیت ۶۔

۳۹۔اولادنا والتربیۃ الشرعیۃ، islammaktoob.maktooblog.com۔

۴۰۔نزہتہ المتقین www.khayma.com/nuzhatualmuttaqin۔

۴۱۔الجامع لابن وھاب، ج ۱، ص ۱۴۱۔

۴۲۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۲۰۰۶ء، روایت حضرت جابر بن سمرہؓ، حدیث ۲۰۷۸۔

۴۳۔مستدرک حاکم، ۸۶۶۵۔

۴۴۔سیرت النبیﷺ کانفرنس 1432 ہجری، 2011ء مقالات سیرت (خواتین)، کیپٹن قرۃ العین، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، ص ۱۰۰۔

۴۵۔القرآن، سورۃ فاطر، آیت ۲۸۔

۴۶۔سیرت النبیﷺ کانفرنس 1432 ہجری، 2011ء مقالات سیرت (خواتین)، کیپٹن قرۃ العین، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، ص ۱۰۳۔

۴۷۔صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام، بحوالہ بالا، ص ۸۷۔

۴۸۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس 1432ہجری، 2011ء مقالات سیرت (خواتین)، کیپٹن قرۃ العین، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، ص ۱۰۳۔

۴۹۔ القرآن، سورۃ التحریم، آیت ۶۔

۵۰۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری: تفسیر ضیاء القرآن [لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۰ھ، تفسیر سورہ تحریم: ۶ (۳۰۱/۵)۔

۵۱۔ "اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلاثۃ ـــــــ ولد صالح یدعولہ" اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (۲۸/۱، رقم ۳۸) ومسلم (۱۲۵۵/۳، رقم ۱۶۳۱) وابوداؤد (۱۳۱/۲، رقم ۲۸۸۰) وصححہ الالبانی، واخرجہ احمد (۳۷۲/۲، رقم ۸۸۳۱)، وقال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح، وابن ابی شیبۃ فی المصنف (۱۱۹/۷، رقم ۱۱۲)۔

۵۲۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس 1432ہجری، 2011ء مقالات سیرت (خواتین)، کیپٹن قرۃ العین، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، ص ۱۰۸۔۱۰۹۔

۵۳۔ ایضاً، ص ۱۱۱۔

۵۴۔ علوان، عبداللہ ناصح، تربیۃ الاولاد فی الاسلام، نعمانی کتب خانہ، ۲۰۰۱ء، لاہور، ص ۱۳۶۔

۵۵۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس 1432ہجری، 2011ء مقالات سیرت (خواتین)، کیپٹن قرۃ العین، محولہ بالا، ص ۱۱۱۔

☆☆☆☆☆